مروّجہ نظام زمینداری اور اسلام (۹)

مزارعت اور آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ

از قلم: مولانا محمد طاسین

آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ وہ احادیث و روایات ہیں جن میں صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظام کے اقوال اور افعال کا بیان ہوتا ہے۔ ان آثار سے ان شرعی احکام کی بعض عملی تفصیلات سمجھنے میں مدد ملتی ہے جو کتاب وسنّت سے ثابت ہوتے ہیں، آثارِ صحابہؓ وتابعین سے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اسلامی احکامات کے بعض عملی پہلوؤں کی وضاحت ہوتی ہے، لیکن چونکہ صحابہ وتابعین بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور احکام کتاب وسنّت کی پیروی کے اسی طرح مکلف تھے جس طرح بعد میں آنے والے ہر زمانے کے مسلمان، اسی طرح صحابہ کرام بعد والوں کی بہ نسبت خطاؤں سے بہت کچھ محفوظ سہی لیکن بجائے خود معصوم نہ تھے۔ ان کی اجتہادی آراء میں صواب و خطاء دونوں کا احتمال تھا۔ لہٰذا کسی مسئلہ سے متعلق ان کے ایسے اقوال و اعمال جن میں اختلاف پایا جاتا ہو یعنی بعض اس کے جواز پر اور بعض عدم جواز پر دلالت کرتے ہوں تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ان میں سے کون سے اقوال و اعمال صحیح و صواب اور کون سے غیر صحیح اور خطاء ہیں اصل معیار کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ ہیں۔ چنانچہ جو اقوال و افعال اصولی و بنیادی طور پر کتاب وسنّت سے مطابقت رکھتے ہوں انہیں صحیح اور قابلِ اعتماد اور جو مطابقت نہ رکھتے ہوں ان کو غیر صحیح، ناصواب اور ناقابلِ اعتبار سمجھنا اور ماننا ضروری ہوگا۔

کتبِ حدیث میں مزارعت و کراء الارض کے متعلق صحابہؓ وتابعینؒ کے جو اقوال و افعال محفوظ ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ وتابعین میں سے بعض اس کے جواز کے قائل تھے اور بعض عدم جواز کے، اور ان کے مابین اس مسئلہ میں اختلافِ آراء پایا جاتا تھا۔ ضروری

ہے کہ اس بحث میں وہ آثارِ صحابہؓ وتابعین نقل کئے جائیں جن سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔
اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ آثار خاص طور پہ قابلِ ذکر ہیں جو صحیح البخاری کے "باب المزارعة بالشطر ونحوہ" کے ترجمۃ الباب میں بیان کئے گئے ہیں اور جن کو وہ حضرات اپنے موقف کی تائید میں شد ومد کے ساتھ پیش کرتے ہیں جو جوازِ مزارعت کے قائل اور دعویدار ہیں۔
ان میں صحابہؓ کے آثار بھی ہیں اور تابعینؒ کے آثار بھی، لیکن ان آثار کو نقل کرنے سے پہلے جو بخاری کے ترجمۃ الباب میں مذکور ہیں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ شارحین بخاری نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں ہر باب کے تحت احادیث بیان کرنے سے پہلے باب کے عنوان کے ساتھ عام طور پر جو روایات بیان کی ہیں ان میں انہوں نے صحت کے اس معیار کو ملحوظ نہیں رکھا جس کو انہوں نے احادیث باب میں ملحوظ رکھا ہے۔ لہٰذا ترجمۃ الباب کی احادیث و روایات میں قوی بھی ہیں اور ضعیف بھی، قابلِ اعتماد بھی ہیں اور ناقابلِ اعتماد بھی، ان میں وہ بھی ہیں جن کا ترجمۃ الباب سے واضح تعلق ہے اور وہ بھی ہیں جن کا ترجمۃ الباب سے اور جس مسئلہ کے لئے باب قائم کیا گیا ہے کوئی خاص تعلق نہیں بلکہ بہت دور کا عمومی تعلق ہے۔ مثلاً علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مولانا بدرِ عالم صاحب فیض الباری شرح البخاری کے اندر امام بخاری کے تراجم ابواب کی بحث میں لکھتے ہیں:

"ومن دأبه انه يضع فی تراجم التعليقات والآثار والضعاف من الاحاديث المرفوعة لضعف يسير" (ص۴۱)

اور امام بخاری کی عادت و روش میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تراجم ابواب میں رکھتے ہیں تعلیقات اور آثارِ صحابہ وتابعین اور مرفوع احادیث میں سے وہ حدیث جو معمولی ضعف کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہیں ___ تعلیقات سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی سند میں بعض راویوں کے عدم ذکر سے انقطاع ہوتا ہے۔
اسی طرح لامع الدراری شرح البخاری میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب حضرت شیخ الہند اور شیخ محمد عابد سندھی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ان الامام البخاری كثيرا ما يذكر فی الترجمة آثار الصحابه وغيرها، فمنها ما يكون مُثبتاً للترجمة ومنها ما يذكر

لادنیٰ مناسبة " (مقدمہ لامع الدراری ص۲۲۶)

"امام بخاری عموماً ترجمۃ الباب میں آثارِ صحابہؓ اور آثارِ تابعینؒ ذکر کرتے ہیں جن میں سے بعض کی حیثیت ترجمہ کے لئے مثبت دلیل کی ہوتی ہے اور بعض ترجمہ سے یونہی معمولی اور دور کی مناسبت رکھتے ہیں۔

چنانچہ شارحین بخاری جیسے حافظ ابنِ حجرؒ، حافظ بدرالدین عینیؒ اور کرمانی وقسطلانی نے بخاری کے تراجم ابواب کی احادیث و آثار میں سے بعض کو ضعیف اور ساقط الاعتبار لکھا ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ کے ترجمہ میں ذکر کردہ بعض آثار ضعیف اور غیر متعلق ہوں، میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پوری عبارت جس میں انہوں نے جوازِ مزارعت کے متعلق آثارِ صحابہ وتابعین بیان فرمائے ہیں نقل کرنے کی بجائے مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک ایک ٹکڑا نقل کر کے اس پر بحث کی جائے؛ اس کے شروع میں جو اثر ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

وقال قیس بن مسلم عن ابی جعفر قال ما بالمدینۃ اھل بیت ھجرۃ الا یزرعون علی الثلث والربع۔	اور قیس بن مسلم نے ابوجعفر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے فرمایا کہ مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھر نہ تھا جو تہائی اور چوتھائی پر کاشت نہ کرتا کراتا ہو۔
ص۳۱۳۔ ج ۱	

یہ اثر ایسا ہے کہ اس کی سند اور اس کے متن پر بحث وتحقیق کی کافی گنجائش ہے، اس اثر میں جس تابعی کا قول بیان ہوا ہے ان کا نام محمد بن علی بن حسینؒ، لقب باقر اور ان کی کنیت ابوجعفر ہے اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، اس سند سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اثر امام بخاری نے قیس بن مسلم سے اور قیس بن مسلم نے ابوجعفر الباقر سے سنا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں کیونکہ تہذیب التہذیب کے مطابق قیس بن مسلم کی وفات ایک سو بیس ہجری (۱۲۰ھ) میں ہوئی اور امام بخاری کی ولادت ایک سو چورانوے (۱۹۴) میں۔ گویا قیس بن مسلم کی وفات کے چہتر (۷۴) سال بعد ہوئی۔ لہٰذا امام بخاری کے قیس بن مسلم سے سماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ جیسا کہ امام بخاری کی ایک روایت سے جو کتاب الایمان میں ہے، ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری اور قیس بن مسلم کے درمیان تین

واسطے ہیں، اس روایت کی سند اس طرح ہے:

"حدثنا الحسن بن الصباح، سمع جعفر بن عون، حدثنا ابو العمیس، اخبرنا قیس بن مسلم"

لہٰذا قرین قیاس یہ ہے کہ زیر بحث اثر کی سند میں بھی امام بخاری اور قیس بن مسلم کے درمیان تین راوی فرود ہوں گے جن کا یہاں ذکر نہیں بنابریں اس انقطاع کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور حافظ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں اس اثر کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وھذا الاثر وصلہ عبد الرزاق قال اخبرنی الثوری قال اخبرنا قیس بن مسلم بہ۔

"اس اثر کو محدث عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں امام عبد الرزاق اور قیس بن مسلم کے درمیان حضرت سفیان الثوری کا واسطہ ہے۔"

جس اثر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مطبوعہ مصنف عبد الرزّاق میں ان الفاظ سے ہے۔

قال الثوری واخبرنی قیس بن مسلم عن ابی جعفر قال ما بالمدینۃ اھل بیت ھجرۃ الا یعطون ارضھم بالثلث و الربع (ص ۱۰۰ - ج ۸)	سفیان ثوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے قیس بن مسلم نے ابو جعفر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھرانہ نہیں جو اپنی زمینیں تہائی اور چوتھائی پیداوار پر نہ دے رہا تھا۔

بہرحال اس روایت سے یہ تو ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ امام عبد الرزاق اور قیس بن مسلم کے درمیان سفیان ثوریؒ کے واسطہ سے سند متصل ہے اور یہ کہ بلاشبہ اس سے بخاری کے بیان کردہ اثر کو کچھ تقویت مل جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ ضروری نہیں کہ امام بخاری نے یہ اثر عبد الرزاق کے حوالے سے بیان کیا ہو کسی اور کے حوالے سے بھی ہو سکتا ہے، پھر اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ امام بخاری نے یہ اثر امام عبد الرزّاق کے حوالے سے بیان کیا ہے تو اس صورت میں بھی امام بخاری اور امام عبد الرزّاق کے درمیان کا راوی مجہول رہتا ہے۔ کیونکہ امام بخاری اور امام عبد الرزّاق کے درمیان ایک راوی کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر

انہوں نے یہ اثر ابوبکر بن ابی شیبۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے جو امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں تو یہ اثر سند کے لحاظ سے بالکل متصل ہو جاتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں وہ اس طرح ہے:

حدثنا ابوبکر قال حدثنا وکیع عن سفیان عن قیس بن مسلم عن ابی جعفر قال ما بالمدینۃ اھل بیت ھجرۃ الا وھم یعطون ارضھم بالثلث والربع۔ (ص۳۴۲ ج ۶)

تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے اس کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔

علاوہ ازیں حافظ ابن حجر نے اس اثر کی شرح میں یہ بھی لکھا ہے۔

"وحکی ابن التین ان القابسی انکر ھذا وقال کیف یروی قیس بن مسلم ھذا من ابی جعفر وقیس کوفی و ابوجعفر مدنی ولا یرویہ عن ابی جعفر احد من المدنیین"

(ص۸ ج ۵، فتح الباری)

"ابن التین نے نقل کیا ہے کہ القابسی نے اس اثر کا انکار کیا اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ قیس بن مسلم ابوجعفر سے یہ کیسے روایت کر سکتا ہے جبکہ قیس کوفہ کا رہنے والا ہے اور ابوجعفر مدینہ کے باشندے ہیں اور اس اثر کو ابوجعفر سے مدینہ کا کوئی راوی روایت نہیں کرتا۔

اس اعتراض کا علامہ ابن حجر نے جو جواب دیا ہے اسے نقل کرنے سے پہلے یہ بتلا دینا مفید ہوگا کہ ابن التین کا نام عبدالواحد ہے اور نسبت السفاقسی سے معروف ہیں۔ مالکیہ کے چوٹی کے علماء میں سے اور جلیل القدر محدث ہیں۔ صحیح البخاری کی شرح لکھی ہے جس کا کشف الظنون میں ذکر ہے، اسی طرح علامہ قسطلانی نے بھی اپنی شرح البخاری ارشاد الساری کے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ابن التین کی شرح بخاری کا مطالعہ بھی کیا ہے، ابن التین کا ترجمہ نیل الابتہاج میں موجود ہے۔ اور القابسی کا نام علی بن محمد بن خلف القابسی المعافری المالکی اور ان کی کنیت ابوالحسن ہے بلند پایہ عالم، فقیہہ اور حدیث و علل حدیث کے حافظ اور صاحب تصانیف ہیں، دیباج المذہب اور شذرات الذہب وغیرہ میں ان کا ترجمہ ہے۔ سنہ ولادت (۳۲۴م)

اور سنۂ وفات (۴۰۳ھ) ہے، بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر نے ابن التین کی شرح بخاری سے بہت استفادہ کیا ہے اور فتح الباری میں کئی جگہ ان کی عبارتیں نقل فرمائی ہیں جن میں ایک عبارت وہ ہے جو ابھی اوپر نقل کی گئی۔ علامہ ابن التین نے اپنی شرح بخاری میں قیس بن مسلم کے اثر مذکور کی شرح میں علامہ القابسی کا وہ قول بیان کیا ہے جو فتح الباری کی مذکورہ عبارت میں ہے یعنی یہ کہ علامہ قابسی، قیس بن مسلم کے اس اثر کا انکار کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ قیس بن مسلم کوفی اور ابوجعفر الباقر مدنی ہیں اور ابوجعفر کے قول مذکور کو صرف قیس روایت کرتے ہیں۔ کوئی مدنی راوی روایت نہیں کرتا۔ لہٰذا اس میں ضرور کوئی گڑبڑ ہے، علامہ ابن حجر نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ چونکہ قیس بن مسلم ایک ثقہ راوی ہیں اور ثقہ راوی کی روایت قابلِ قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ اس کے روایت کرنے میں تنہا دمتفرد ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے عربی الفاظ یہ ہیں :

وَکم من ثقة تفرد بمالم یشارکه فیه ثقة آخر و ان کان الثقة حافظا لم یضره الانفراد والواقع ان قیسا لم ینفرد به فقد وافقه غیرہ فی بعض معناہ۔ (ص ۸ ۔ ج ۵)

" اور کتنے ایسے ثقہ راوی ہیں جو اپنی روایت میں متفرد ہوتے ہیں اور دوسرا کوئی ثقہ ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتا، اگر وہ ثقہ حافظ ہو تو روایت میں اس کا منفرد ہونا کچھ مضر نہیں ہوتا، اور واقعہ یہ ہے کہ قیس بن مسلم اس میں منفرد بھی نہیں بعض دوسروں کی روایت میں بھی کسی حد تک اس سے موافقت موجود ہے۔"

(جاری ہے)

0000000

"اسلام میں خواتین کا مقام" کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک اہم خطاب ماہنامہ میثاق کے مئی ۸۲ء کے شمارے یعنی اشاعتِ خصوصی میں ملاحظہ فرمائیں مزید برآں اس موضوع پر دیگر اصحابِ علم و دانش کی تحریریں بھی اس اشاعتِ خصوصی میں شامل ہیں۔
یہ شمارہ دفتر میں محدود تعداد میں موجود ہے قیمت فی پرچہ (قسم ادنیٰ) ۶/۱۰ روپے۔